Epistemology: Vol.7, Issue 8 Dec 2020

OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828;pISSN: 2519-6480
www.epistemology.pk

تکفیری رجحانات کے انسداد کے لیے "تاویلات" کا کردار و اثرات

ROLE OF CORRECT INTERPRETATIONS CONCERNING ERADICATION OF EXCOMMUNICATIVE TRENDS AND ITS IMPACTS

Abdul Wahid
Ph.D Research Scholar, Dept. of Islamic Studies, HITECH University Taxila/Lectuere, COMSATS Uniersity Islamabad, Attock Campus.

Farhadullah
Associate Professor, Dept. of Islamic Studies, HITEC University Taxila.

Abstract: One of the burning problem of the contemporary Muslim world isexcommunication "*Takfīr*" or the act of declaring someone as an infidel ordisbeliever *(kafir)*. Studies show that accusing others of disbelief or *Takfīr* is one of the prime factors of discord and dissension among Muslims. As a matter of fact, the phenomenon of *Takfīr* is not a new occurrence in the religious history, but, it has a long history in Semitic religions. It has been observed that some people exaggerate in declaring others as infidels while others do the vice versa through showing extra ordinary lenience. But both of these schools of thought tend to overthrow the prime concept of interpretation or *Tawīl*and thus it leads to extremism and radicalization *in* the society; at large. This paper provides comprehensive theological views on interpretation/*Tawīl* in both the classical and medieval Islamic thought, explores the Islamic context of the concept, and considers the following questions: In what context does the term appear in the Islamic Jurisprudence and *IlmulKalam*? Present study considers the widely discussed topic in the Muslim world. It has caused disruption, disunity, and weakness within the

CC BY

Muslim*Ummah*.The researcher has made it the topic of his research as a humble contribution to seek the solution of the problems in the light of "interpretation".Present situation of Muslim *Ummah* requires a focused study with an accurate plan and a perfect strategy enabling the researchers to get out of the any crisis or bad condition to save the unity of Muslim *Ummah*.

Keywords: interpretation, infidelity, extremism, radicalization, Tawīl,Islamic Jurisprudence

عصر حاضر میں مسلم معاشرہ جس بدامنی اور اندرونی فساد کا شکار ہے اس کے اسباب میں لسانی تعصب، معاشی ناہمواری اور ناخواندگی کے ساتھ ساتھ ایک اور اہم سبب مختلف طبقات کا تکفیر پر مبنی باہمی فکری اختلاف بھی ہے، حقیقت یہ ہے کہ مسئلہ تکفیر انتہائی حساس ہونے کے ساتھ کچھ گھمبیر بھی ہے، کیونکہ جہاں کچھ طبقات اور افراد تکفیر میں غلو کا شکار ہیں تو وہیں دوسری جانب بے جا0 مصلحت پسندی کا شکار بعض متجددین کسی طور بھی تکفیر کے قائل ہی نہیں یوں مسئلہ تکفیر افراط و تفریط کا سبب اور باہمی نزاع کا باعث ہے۔ جس کے بنیادی اسباب میں سے ایک اہم سبب دونوں طبقات (تکفیر کرنے اور نہ کرنے والوں کا) مسئلہ تکفیر کے بارے میں ایک اہم پہلو "تاویل" سے کماحقہ واقف نہ ہونا ہے، کیونکہ کچھ لوگ تو سرے سے کسی کی تاویل قبول نہیں کرتے اور یوں ہر مشتبہ قول و عمل کو بنیاد بنا کر دوسروں کو اسلام کے دائرے سے خارج قرار دے کر ان تکفیر کرنے لگ جاتے ہیں جبکہ دوسری طرف کچھ ایسے متجددین حضرات بھی ہیں جو ہر طرح کی تاویل کو قبول کر کے سب کو مسلمان قرار دیتے ہیں چاہئے وہ قطعیات اور ضروریات دین ہی کے منکر ہی کیوں نہ ہوں، ایسے میں تکفیر سے متعلق تاویل کی شرعی حیثیت کو سامنے لانا بہت ضروری ہے کہ کونسی تاویل معتبر ہے اور کونسی غیر معتبر ہے، اس سے بلاوجہ تکفیر کرنے والوں اور مستحق تکفیر کی تکفیر نہ کرنے والوں کیلئے علمی پہلو آشکارا ہونگے جس سے اتفاق واتحاد کی فضا قائم ہو گی اور نفرتوں کا خاتمہ ہو گا۔

موضوع کی مناسبت سے ابتداء میں اختصار کے ساتھ تاویل کی تعریف، اقسام اور اس کے قابل قبول قرار دینے کی شرائط کا تذکرہ پیش کریں گے جس سے صحیح اور غلط تاویل کو سمجھنا آسان ہو گا۔

تاویل کی تعریف:

لغوی معنی:

لفظِ تاویل "اول یوول تاویلا" سے باب تفعیل کا مصدر ہے لغوی اعتبار سے جس کا معنی رجوع کرنا ہے۔ 1

لفظ ''أول''کا اصل معنی ہے ''الرجوع إلى الأصل''کسی چیز کا اپنی اصل کیطرف لوٹنا اور "موئلا" بمعنی مرجع (ٹھکانا) کا استعمال بھی اسی وجہ سے ہے۔ کسی آدمی کی "آل" کو بھی اس کا نام دیا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے خاندان کے لیے مرجع ہوتا ہے۔2

لہذا مذکورہ تفصیل کے مطابق لفظِ تاویل "اَول" سے لیا گیا ہے جس کا مطلب "رجوع کرنا" ہے۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ تاویل کرنے والا لفظ کو اس کے متعدد معانی میں سے کسی ایک کی طرف لوٹاتا ہے۔ اگرچہ اس لفظ سے احتمال دیگر معانی کا بھی ہوتا ہے مگر وہ ان سب معانی کو چھوڑ کر ایک ہی کو مراد لیتا ہے۔

اصطلاحی معنیٰ:

تاویل کا اصطلاحی معنیٰ متقدمین اور متاخرین کے درمیان مختلف ہے۔

متقدمین علماء کے مطابق تاویل کا اصطلاحی معنیٰ:

متقدمین علماء کے نزدیک "تاویل" سے دو طرح کے معنیٰ مراد لیے جاتے ہیں۔

1-تاویل بمعنی تفسیر (ترادف):

لفظ کے معنی ومفہوم کو آشکارا کرنا، چاہے وہ معنی کلام کے ظاہر کے مطابق ہو یا مخالف، تو اس اعتبار سے تاویل و تفسیر دونوں باہم ہم معنی اور مترادف ہیں۔ چنانچہ مشہور تابعی مجاہد کہتے ہیں:

"إن العلماء يعلمون تأويله"[3]

''کہ علماء قرآن کی تاویل جانتے ہیں۔''

مذکورہ قول میں مجاہد نے تاویل کو تفسیر کے معنیٰ میں لیا ہے۔

نیز اسی طرح ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں عموماً یُوں لکھتے ہیں: "القول فی تأويل قوله تعالى كذا وكذا"[4]

''کہ فلاں آیت کی تاویل یُوں ہے''

تو ابن جریر طبری بھی تاویل کو تفسیر کے معنی میں لے رہے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ متقدمین کے ہاں تاویل کو تفسیر کے معنی میں لینا عام تھا ان مفسرین کا مستدل یہ آیت ہے:

" وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ "۔[5]

''حالانکہ ان (محکمات اور متشابہات) کا مفہوم اللہ کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا۔''

2-کلام سے معنی اخذ کرنا:

کسی کلام سے جو ایک مخصوص معنی لیا گیا ہو اسے "تاویل" کہتے ہیں، جسے متقدمین کے ہاں تاویل کے دوسرے معنٰی کے طور پر لیا جاتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی کلام کسی مخصوص حکم یا خبر پر مشتمل ہو تو جو بھی امر مطلوب ہے یا جیسی خبر دی جارہی ہے تو وہی معنی مراد لینا اس کی تاویل کہلائے گا، جس میں پہلے اور دوسرے معنٰی کے درمیان فرق وامتیاز اتنا واضح ہے کہ مزید وضاحت کی ضرورت نہیں رہتی۔6

متاخرین علماء کے مطابق تاویل کا اصطلاحی معنٰی:

متاخرین فقہاء، متکلمین، محدثین اور صوفیاء کی نگاہ میں تاویل کا درجۂ ذیل مفہوم ہے۔

" هو صرف اللفظ عن المعنى الراجح إلى المعنى المرجوح لدليل يقترن به "۔[7]

''کسی دلیل کے پیش نظر لفظ کے راجح معنی کو ترک کر کے مرجوح معنی مراد لے لینا تاویل کہلاتا ہے۔''

اختلافی مسائل اور اصول فقہ میں تاویل کا یہی متاخرین والا معنی مراد لیا جاتا ہے۔[8]

تاویل کی اقسام:

تاویل کی دو قسمیں ہیں: (صحیح اور فاسد)

1۔ **صحیح:** تاویل سے حاصل شدہ معنی قرآن وسنت سے نہ صرف یہ کہ متصادم نہ ہو بلکہ دیگر دلائل سے اس کی تائید بھی ہوتی ہو۔

2۔**فاسد:** بغیر کسی معتبر دلیل کے لفظ کو اس کے ظاہری معنی سے ہٹا کر غیر معروف معنی مراد لیا جائے۔

تاویلِ صحیح وفاسد میں فرق:

تاویل صحیح وفاسد میں مختلف اعتبار سے فرق وامتیاز کیا جاسکتا ہے، ان میں سے چند مشہور فرق درج ذیل ہیں:

پہلا فرق:

انور شاہ کشمیری اپنی کتاب "إكفار الملحدين في ضروريات الدِّين" میں تأویلِ صحیح اور تأویلِ باطل کا فرق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" ثم التأويل تأويلان: تأويل لا يخالف قاطعاً من الكتاب والسنة واتفاق الأمة، وتأويل يصادم ما ثبت بالقاطع، فذلك الزندقة"۔[9]

"پھر تاؤیل کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ تاؤیل ہے جو کتاب و سنت اور اجماعِ اُمت سے ثابت شدہ کسی قطعی مسئلے کے خلاف نہ ہو، اور دُوسری وہ تاؤیل جو ایسے مسئلے کے خلاف ہو جو دلیلِ قطعی سے ثابت ہے، پس ایسی تاؤیل زندقہ ہے۔"

شاہ صاحب کے کلام سے معلوم ہوا، کہ ہر وہ تاویل جو دلیلِ قطعی (قرآن، سنت اور اجماعِ اُمت) کے خلاف ہو، وہ تاویل غیر معتبر اور فاسد ہوگی۔

دوسرا فرق:

اَبوزید الثعالبی اپنی تفسیر "الجواهر الحسان في تفسير القرآن" میں جمع الجوامع کے حوالہ سے تاویل صحیح و فاسد میں فرق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" التأويل: حمل الظاهر على المحتمل المرجوح، فإن حمل عليه لدليلفصحيح، أو لما يظنّ دليلا من الواقع- ففاسد، أو لا لشيء- فلعب لا تأويل "[10]

"ظاہر اور متبادل معنیٰ کو ترک کر کے مرجوح معنیٰ مراد لینے کو تاویل کہتے ہیں۔ اگر کسی دلیل اور برہان کی بناء پر ایسا کیا جائے تو درست ہے اور اگر ظنی دلیل کی بناء پر مرجوح معنیٰ مراد لیا جائے تو فاسد۔ اور اگر یقینی یا ظنی کوئی دلیل بھی موجود نہ ہو تو یہ نصوص کے ساتھ مذاق ہے تاویل نہیں۔"

مذکورہ عبارت سے تین باتیں معلوم ہوئیں: تاویلِ صحیح، تاویلِ فاسد اور لعب (مذاق)۔ کہ ظاہری اور متبادل معنیٰ کو ترک کرنا، تو یہ دو حال سے خالی نہیں ہو سکتا، یا تو دلیل کی بنیاد پر ہو گا یا پھر بلا دلیل، اگر بلا دلیل ہو، تو یہ نہ تاویلِ صحیح ہے اور نہ ہی تاویلِ فاسد، بلکہ مذاق اور تحریف ہے۔ اگر دلیل کی بنیاد پر ہو، تو پھر بھی دو حال سے خالی نہیں، وہ دلیل معتبر اور قوی ہو گی، یا محض ظنی، پہلی صورت میں تاویل، تاویلِ صحیح کہلائے گی، اور دوسری صورت میں تاویل، تاویل فاسد کہلائے گی۔

تیسرا فرق:

محمد سید حسین ذھبینے اپنی کتاب "التفسیر والمفسرون" میں تاویلِ صحیح و فاسد میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فالمتأوِّل مطالَب بأمرين:الأمر الأول: أن يبيِّن احتمال اللفظ للمعنى الذى حمله عليه وادَّعى أنه المراد.الأمر الثانى: أن يبيِّن الدليل الذى أوجب صرف اللفظ عن معناه الراجح إلى معناه المرجوح، وإلا كان تأويلاً فاسداً، أو تلاعباً بالنصوص"۔[11]

ترجمہ: کہ تاویل کرنے والے کے لیے دو شرطیں ہیں: پہلی یہ کہ: جو مفہوم وہ مراد لے رہا ہے تو لفظ اس کا متحمل بھی ہو۔ دوسری شرط یہ کہ: اس نے جس راجح معنی کو چھوڑ کر جو مرجوح معنی مراد لیا ہے وہ اس پر دلیل یا قرینہ بیان کرے' ورنہ وہ تاویل فاسد ہوگی اور تحریف کے زمرہ میں آئے گی۔

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا، کہ جو تاویل مذکورہ دو شرطوں کے بغیر ہوگی، وہ تاویل غیر معتبر اور فاسد بلکہ تحریف ہوگی۔

تاویل صحیح اور تاویلِ باطل و فاسد میں مذکورہ فرق بعینہٖ أبو الطیب محمد صدیق خان بخاري نے اپنی کتاب '' الروضة الندية''[12] اور سید سابق نے اپنی تصنیف ''فقه السنة''[13] میں بھی بیان کیا ہے۔

تاویل اور تکفیر:

تکفیر کے نقطہ نظر سے تاویل کی بہت اہمیت ہے کیونکہ اگر کوئی شخص اسلام کے کسی ثابت شدہ قطعی حکم کا دانستہ انکار کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے تاہم اگر وہ تاویل کرے تو پھر اس کی تکفیر نہیں کی جاسکتی، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے سے آج تک متعدد فتنوں نے جنم لیا، جن میں سے بہت سے فرقوں نے اسلام کے کچھ مشہور مسائل میں "تاویل" کر کے امت کے سواد اعظم کے برعکس ایک الگ موقف ہی نہیں اپنایا بلکہ بسا اوقات نصوص کی صریح مخالفت بھی کی لیکن امت کے معتمد علماء نے انہیں کبھی بھی کافر قرار دنہیں یا، جس کی واحد وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ صریح انکار نہیں کرتے تھے بلکہ اپنی من مانی تاویلات کا سہارا لیتے تھے۔

چنانچہ ابن قدامہ خوارج کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"قد عرف من مذهب الخوارج تكفير كثير من الصحابة و من بعد هم، و استحلال دمائهم و اموالهم ، و اعتقادهم التقرب بقتلهم الى ربهمَ ، و مع هذا لم يحكم الفقهاء بكفرهم ، لتاويلهم و كذلك يخرج فى كل محرم استحل بتاَويل مثل هذا"۔[14]

"خوارج[15] کا موقف مشہور ہے کہ وہ صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے تابعین کو کافر قرار دیتے تھے، ان کے مال و جان کو مباح سمجھتے تھے بلکہ ان کو قتل کرنے کو موجب ثواب سمجھتے تھے، لیکن ان سب کچھ کے باوجود فقہاء کرام نے ان کے کافر ہونے کا فیصلہ نہیں کیا کیونکہ (وہ یہ سب کچھ ایک) تاویل کے تحت کرتے تھے، یہی حکم ہر اس حرام کام کا بھی ہے جس کو اس جیسی تاویل کے ساتھ جائز سمجھا جائے۔"

مستحق کفر کی تکفیر:

اس میں کوئی دورائے نہیں کہ موانع تکفیر کی موجودگی میں کسی کی شرعا تکفیر نہیں کی جاسکتی اور بے جا تکفیر انتہائی غیر علمی رویہ اور جذباتیت کا شاخسانہ ہے لیکن اگر کوئی شخص قطعی احکام اور ضروریات دین کا دانستہ منکر ہو تو پھر بھی اس کے عقائد، افعال و اقوال کو محض تاویل کی نظر کر کے اسے منکر نہ سمجھنا دینی احکام کے ساتھ ایک مذاق ہے۔ عام طور پر ایسے متجددین حضرات جو کسی مستحق تکفیر کی تکفیر سے گریزاں ہوتے ہیں ان کیا کثر دلیل گمراہ فرقوں کی طرف سے پیش کردہ ایسی تاویل ہوتی ہے کہ جسے تسلیم کرنا شرعا ممکن نہیں ہوتا، جیسے مسئلہ ختم نبوت میں قادیانی فرقے کی تاویلات کو تسلیم کرنا اسلئے بغیر شرائط ہر مؤول کی ہمیشہ تاویل قبول نہیں کی جاتی ورنہ وہ تاویل نہیں بلکہ مذاق ہوگا۔

تاویل کے جواز کی شراط:

تاویل کے جائز ہونے کے لئے بنیادی طور پر چار شرائط ہیں:

پہلی شرط: لغوی معنی کا متعذر ہونا:

اصل یہ ہے کہ قرآن وسنت کے تمام نصوص سے اپنا متبادر معنی ہی مراد لیا جائے مگر جہاں کہیں ظاہری معنی مراد نہ لیا جاسکے وہاں مناسب تاویل کی جائے گی مثلاً آیت کریمہ میں ہے "کل شئی ھالک الا وجھہ"[16]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف "وجہ" یعنی بظاہر چہرہ کی نسبت ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ "چہرہ" جسم کا ہی ہوا کرتا ہے اور چہرے کا ثبوت جسم ہونے کو مستلزم ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کی طرف جسمیت منسوب کرنا عقلاً اور شرعاً ناقابل تسلیم ہے کیونکہ جسم کے لئے مختلف اشیاء کا محتاج رہنا ضروری ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے پاک ومبرہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس لفظ کا متبادر معنی چہرہ ہے جبکہ یہ ظاہری معنی یہاں مراد لینا کسی بھی طرح ٹھیک نہیں کیونکہ دیگر نصوص مثلاً "لیس کمثلہ شئی[17]" (اس جیسا کوئی نہیں) بھی استصور جسمیت کی نفی کر رہے ہیں، اب ایک طرف تو

یہ مشکل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جسمیت سے قطعاویقینا پاک ہے اور دوسری طرف یہی معنی آیت مبارکہ کا ظاہری متبادر معنی ہے جو کہ کسی طور درست نہیں.

یہاں تطبیق کی آسان اور مناسب صورت بغیر تاویل ممکن نہیں یعنی یہ مراد لیا جائے کہ اگرچہ "وجھہ" کا لغوی معنی چہرہ ہی ہے کیونکہ اہل زبان نے اس کو اسی معنی کے لئے استعمال کیا، لیکن یہاں اس سے یہ معنی مراد نہیں لیا جاسکتا بلکہ اس کے علاوہ دوسرا مناسب معنی مراد لینا ضروری ہے جو ذات الٰہی کے شایان شان ہے، مثلاًامکان کی حد تک یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہاں اس سے مراد قدرت خداوندی ہے،اور یہی اہل علم کے ہاں قابل تسلیم تاویل ہے۔

بلاضرورت نصوص میں تاویل:

اہل سنت والجماعت کا یہی مسلک ہے کہ عام حالات میں نصوص سے اس کے متبادر معانی ہی مراد ہوں گے، بلا ضرورت ان معانی کو چھوڑ کر دوسرے مفاہیم کو مراد لینا اور اس کے لیے تاویل کا سہارا لینا درست نہیں۔

چنانچہ شرح العقائد میں تفتازانی رقمطراز ہیں:

(والنصوص) من الكتاب و السنة تحمل (على ظواهرها) ما لم يصرف عنها دليل قطعي۔۔(فالعدول عنها) اى عن الظواهر(الى معان يدعيها اهل الباطل).(الحاد) اى ميل و عدول عن الاسلام و اتصال و اتصاف بكفر، لكونه تكذيباً للنبى عليه السلام فيما علم مجئيه به بالضرورة۔[18]

"قرآن وسنت کے نصوص ظاہر ہی پر محمول رہیں گی جبکہ کوئی قطعی دلیل اس کے خلاف موجود نہ ہوا، لہذا ظاہر کو چھوڑ کر اہل باطن جیسے معانی مراد لینا الحاد اور گمراہی ہے، یہ اسلام سے اعراض اور کفر کو اختیار کرنا ہے کیونکہ یہ درحقیقت ضروریات دین میں حضور ﷺ کی تکذیب ہے"۔

اس عبارت سے پتہ چلا کہ کسی دلیل کے بغیر بلاوجہ نصوص میں تاویل کرنا اور ان کے ظاہری معنی سے اعراض کرنا درحقیقت اس نص کی تکذیب کے مترادف ہے، کیونکہ جب یہ قاعدہ مسلم ہے کہ نصوص سے عام متبادر معنی ہی مراد لیا جائے گا، تو اس ضابطہ کے ہوتے ہوئے اسی متبادر معنی کو مراد نہ لینا تکذیب کے مترادف ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ ضرورت کے بغیر نصوص میں تاویل درست نہیں، ضرورت کے وقت ہی نصوص میں "تاویل" کی جائے گی۔ لیکن اب سوال یہ ہے کہ اس ضرورت سے کیا مراد ہے؟ کن وجوہات کی بنیاد پر الفاظ کے ظاہری معانی کو چھوڑ کر دوسرے معانی مراد لئے جاسکتے ہیں؟

تاویل کی ضرورت اور متکلمین کا موقف :

متکلمین کی تمام تر آراء کا لب لباب یہ ہے کہ جب کوئی یقینی دلیل لفظ کے ظاہری معنی مراد لینے سے مانع ہو تو پھر تاویل کی ضرورت پڑے گی اور یقینی دلیل کی تین ممکنہ صورتیں ہوسکتی ہیں:

1۔ عقلی دلیل جو قطعی ہو:

جیسا کہ بعض نصوص میں اللہ تعالی کے لئے جسم کے مختلف صفات بظاہر وارد ہوئے ہیں لیکن اللہ تعالی کا جسم سے منزہ ہونا عقلا و شرعا ضروری ہے ورنہ اللہ تعالی کے لیے محتاجی لازم آئے گی جو کہ موجب نقص ہے، اس عقلی دلیل کی وجہ سے نصوص کے ظاہری معانی کو ترک کرکے دوسرے معانی کو مراد لینا ضروری ہے، جیسا کہ " كل شيئ هالك الا وجهه" کی تفسیر میں گزر چکا ہے۔

واضح رہے کہ اسماء صفات کے نصوص میں تاویل کرنے کی بنیاد صرف عقل ہی نہیں بلکہ بہت سی دیگر نصوص بھی اس بات کی تائید میں پائی جاتی ہیں، جیسے: "ليس كمثله شئ"۔[19] (اس جیسی کوئی چیز نہیں ہے)

2۔ قطعی نص:

یعنی اگر کسی نص کے ظاہری الفاظ کا مفہوم دوسرے نصوص کے خلاف ہو اور وہ دوسری نصوص اس خاص نص کے مقابلے میں قطعی بھی ہوں، تو اس وقت نصوص کے اس ظاہری تضاد کو ختم کرنے کے لئے تاویل کا سہارا لیا جائے گا۔

3۔ یقینی اجماع:

جمہور کے نزدیک اجماع بھی ایک قطعی دلیل ہے، لہذا اگر کسی نص کے ظاہری الفاظ کسی یقینی اور قطعی اجماع کے خلاف وارد ہوں تو دونوں دلائل میں تطبیق دینے کے لئے تاویل کریں گے۔

عبد العزیز پرہاروی شرح العقائد کی مندرجہ بالا عبارت کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

قوله" تحمل على ظواهرها" اى على المعانى الظاهرة يحسب الوضع اللغوى الشائع المشهور فى اهل الاسلام ، قوله: مالم يصرف عنها دليل قطعى "من برهان اواجماع او نص قاطع۔[20]

''ظاہر سے وہ عام لغوی معنی مراد ہے جو مسلمانوں کے درمیان مشہور ہو اور دلیل قطعی سے مراد کوئی عقلی دلیل ،اجماع یا قطعی نص ہے۔''

ماحصل:

خلاصہ یہ نکلا کہ جہاں دلائل میں تعارض ہو، لفظ کا متبادر معنی مراد لینا بھی عام اصول و قواعد کا تقاضا ہے لیکن کوئی دلیل ایسی بھی موجود ہو جو اس راہ میں حائل ہو یہ ان دونوں دلائل میں تعارض کے وقت دیکھا جائے گا کہ اگر عام مفہوم مراد لینے کے مقابلے میں دوسرے دلائل قوی اور غالب ہوں تبھی جا کر تاویل کی جائے گی اور الفاظ کے ظاہری معنی کو چھوڑ دیا جائے گا ورنہ اگر وہ دلیل اس درجہ مضبوط نہ ہو تو زبان و بیان کے عام اصول کے مطابق اس سے متبادر معنی ہی مراد لیا جائے گا، کیونکہ بلاضرورت تاویل کا سہارا لینا درست نہیں۔

آمدی لکھتے ہیں: وان يكون الدليل الصارف للفظ عن مدلوله الظاهر راجحا على ظهور اللفظ فى مدلوله ليتحقق صرفه عنه الى غيره ، والا فبتقدير ان يكون مرجوحالايكون صارفا ولا معمولا به اتفاقا، وان كان مساويا لظهور اللفظ فى الدلالة من غير ترجيح ، فغاية ايجاب التردد بين الاحتمالين على السوية ولا يكون ذلك تاويلا غير انه يكتفى بذلک من المعترض اذا كان قصده ايقاف دلالة المستدل ولا يكتفى به من المستدل دون ظهوره،وعلى حسب قوة الظهوروضعفى وتوسطه يجب ان يكون التاويل۔[21]

''تاویل کے درست ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ تاویل کی متقاضی دلیل اس دلیل سے راجح ہو جو ظاہری معنی مراد لینے کا تقاضا کرتی ہے تاکہ ظاہری معنی کو چھوڑنا درست ہو، ورنہ تو تاویل نہیں کی جائے گی، اگر دونوں دلائل قوت میں برابر بھی ہوں تو بھی زیادہ سے زیادہ یہی کیا جائے گا کہ دونوں احتمال لئے جا سکتے ہیں اور یہ کوئی تاویل نہیں ہے۔''

دوسری شرط: مؤول کی اہلیت:

دوسری شرط تاویل کرنے والے کی استعداد اور اہلیت سے متعلق ہے کہ وہ اس تاویل کا اہل بھی ہو، یعنی "متبادر معنی مراد لینے" کے عام اصول سے صرف وہی ذی علم اور باصلاحیت اعراض کر سکتا ہے جس میں اس تاویل کی اہلیت موجود ہو ہر شخص کو یہ اختیار نہیں کہ وہ قطعی نصوص کے اندر تاویلات کرے ورنہ تو نصوص بازیچہ اطفال بن جائیں گیں۔

چنانچہ سیدالدین آمدی تاویل کی شرائط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وشروطه:ان یکون الناظر المتاؤل اهلا لذلک۔[22]

"ایک شرط یہ ہے کہ نصوص کو دیکھنے اور تاویل کرنے والا اس کام کا اہل بھی ہو۔"

تیسری شرط : الفاظ میں تاویل کا احتمال

تیسری شرط یہ ہے کہ لفظ میں بھی اس معنی کا احتمال موجود ہو جو تاویل کے ذریعے مراد لیا جا رہا ہو، سفید بول کر سیاہ مراد لینا کسی عقل مند کا کام نہیں چنانچہ آمدی لکھتے ہیں:وان یکون اللفظ قابلا للتاویل بان یکون اللفظ ظاهرا فیما صرف عنه محتملا لما صرف الیه۔[23]

"لفظ بھی تاویل کے قابل ہو کہ اپنے معنی میں ظاہر ہو اور تاویلی معنی کا بھی احتمال رکھتا ہو"۔

چوتھی شرط مؤول کا قصد:

تاویل کے معتبر ہونے کے لئے مؤول کا قصد ضروری ہے یعنی اگر کسی شخص نے دین اسلام کے کسی ایسے قطعی امر کا انکار کر دیا کہ جس کا انکار موجب کفر تھا تو اس کی تکفیر سے گریز کرتے ہوئے اس سے وضاحت طلب کی جائے گی تو اگر وہ جان بوجھ کر بغیر تاویل کے اس کفریہ معنی پر مصر رہا تو اسے سمجھایا تو جائے گا مگر اس کے انکار کے باوجود بلاوجہ اسے اس کی رضا کے بغیر اپنی طرف سے تاویل کرنے پر اصرار نہیں کیا جائے بلکہ اس کے اس عمل کو انکار ہی تصور کیا جائے گا یعنی جب تک وہ خود بخوشی تاویل پر آمادہ نہ ہو تب تک اس کی تاویل معتبر نہ ہو گی.

چنانچہ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں کہ : قد کان الأئمة رحمهم الله یعتبرون ارادة التأویل و قصده ، فجاء المتسللون فاعتبروا ایجاده، ففی" جامع الفصولین"، و عن مالک رحمه الله أنه سئل عن من أراد أن یضرب أحداً؟ فقیل له : ألا تخاف الله تعالیٰ؟ فقال: له، قال:لا یکفر ، اذ یمکنه أن یقول: التقوی فیما أفعله له،ولوقیل له ذلک فی معصیة ، فقال: لا اخافه یکفر، اذ لایمکنه ذلک التّأویل اه.ونحوه فی " الخانیة" فی قصة شداد بن حکیم مع ذوجهة، وذکرها فی " طبقات الحنیة" من شداد

عن محمد رحمه الله ایضاً، وهو أولى بالاعتبارعما ذكره من اعتبار مجرد الامكان، فانه لا حجرفيه ، وقالوا في الاكراه على كلمة الكفر : ان خطر بباله التورية ولم يوركفر، فاعتبروا القصد وارادة التأويل في حقه ، والا فالتمحل لا يعجز عنه أحد،[24]

''متقدمین ائمہ کرام تاویل کے قصد کرنے کا اعتبار کرتے تھے بعد میں بعض لوگوں نے (صرف اس پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ) تاویل کے ایجاد کرنے کا بھی اعتبار کرنا شروع کیا (اور اگر تاویل کا صرف احتمال بھی موجود ہو تو بھی تکفیر سے روکتے ہیں) چنانچہ جامع الفصولین میں امام مالک کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی دوسرے کو مارنا چاہتا تھا تو کسی نے کہا کہ کیا تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا نہیں ؟ مارنے والے نے جواب میں کہا کہ نہیں، تو امام مالک نے جواب میں فرمایا کہ یہ شخص کافر نہیں ہوا کیونکہ کلمہ میں اس بات کا احتمال موجود ہے کہ مارنے ہی میں تقویٰ کا پہلو موجود ہے (یعنی کسی خاص ایسی صورت میں مار رہا ہو جس میں شرعاً مارنا لازم ہو اس لئے ایک ضروری حکم پورا کرنے میں ڈرنے کی کیا بات ہے ؟) اور کسی گناہ کرتے وقت ایسا کہا جائے اور وہ کہے کہ نہیں، میں اللہ سے نہیں ڈرتا تو اس سے وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ پھر یہ تاویل ممکن نہیں۔۔۔۔ صرف تاویل کے امکان کو معتبر ماننے کے مقابلے میں اس اصول کا اعتبار کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ تاویلات کی کوئی انتہاء نہیں ہوتی، جس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے جو کہ اکراہ کے باب میں فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ اگر کسی کو کلمہ کفر کہنے پر مجبور کیا گیا اور اس کے دل میں دوسرا کوئی خیال آیا جس کے متعلق مذکورہ کلمہ کہنے میں کفر سے بچنا ممکن ہو پھر بھی اس نے اس خیال کا ارادہ نہیں کیا تو کافر ہو جائے گا، تو دیکھئے یہاں فقہاء کرام نے اس دوسرے احتمال کے قصد وارادے کا اعتبار کیا (صرف نفس امکان کو معتبر نہیں مانا) ورنہ تو تکلف کے ساتھ تاویل کرنا تو کوئی مشکل نہیں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص دین کے کسی مسئلے کا انکار کرے اور وہ مسئلہ ایسا ہو کہ قطعی طور پر ثابت بھی ہو تو اگرچہ انکار کی بنیاد تاویل بھی ہو سکتی ہو لیکن اگر خود منکر نے اس تاویل کی وجہ سے انکار نہیں کیا بلکہ بلا تاویل ہی انکار کر بیٹھا تو وہ کافر ہو جائے گا، صرف احتمالات کی موجودگی کی وجہ سے اس کو مسلمان نہیں کہا جا سکتا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ کفر و اسلام کا اصل دار و مدار دلی تصدیق و تکذیب پر ہے، زبانی کلمات کو شریعت نے اسی کا قائم مقام ٹھہرایا، لہذا جب کوئی شخص جاننے کے باوجود اس قسم کے قطعی دینی احکام کا انکار کرتا ہے تو اصول کے مطابق وہ کافر ہو جائے گا، تاویل صرف ایک معروضی یا استثنائی شکل تھی، اور معروضی حالات اگر موجود نہ ہو تو اصول کے مطابق ہی احکامات جاری ہوتے ہیں۔

ضروریات دین میں تاویل کوئی عذر نہیں :

تاویل کے جائز ہونے کی شرائط کے ذیل میں یہ بات ذکر ہو چکی ہے کہ جب تک کسی نص سے اس کا لغوی متبادر معنی مراد لیا جا سکے ، اس کے مخالف کوئی قطعی دلیل موجود نہ ہو ، تو یہی متبادر معنی ہی مراد لینا ضروری ہو گا ، بلا ضرورت اس عام معنی کو چھوڑ کر تاویل کے سہارے دوسرے معانی مراد لینے کا دعویٰ کرنا جائز نہیں ، البتہ جہاں اس عام قانون کے مقابلے میں اس زیادہ مضبوط دلیل موجود ہو اور وہ اس متبادر معنی مراد لینے سے مانع ہو تو وہاں تاویل کی جائے گی۔

ضروریات دین کی تعریف:

ضروریاتِ دین سے مراد وہ بدیھی اور بنیادی امور ہیں کہ جن کے ماننے سے کوئی شخص مسلمان کہلاتا ہے اور ان میں سے کسی ایک کے انکار سے بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔یعنی جب تک تمام ضروریات دین کو نہ مانے وہ دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو گا۔اگر اس کا علم اس کو تفصیلی ہے تو تفصیلی طور پر ماننا ضروری ہو گا اور اگر تفصیلی علم نہیں ہے تو اجمالی طور پر ماننا کافی ہو گا۔تمام ضروریاتِ دین کے ماننے کے باوجود اگر کسی نے صرف ایک ضرورتِ دین کا انکار کر دیا تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

1) سعد الدین تفتازانی لکھتے ہیں :

ای فیما اشتھر کونه من الدین بحیث یعلمه العامته من غیر افتقار الی نظر و استدلال کوحدة الصانع و وجوب الصلوٰة و حرمته الخمر و نحو ذلک و یکفی الاجمال فیما بلاحظ اجمالا و یشترط التفصیل فیما یلاحظ تفصیلا حتی لولم یصدق بوجوب الصلاة عند السئوال عنه و بحرمته الخمر عند السئوال عنه کان کافرا و ھذا ھو المشھورو علیه الجمھور۔[25]

"یعنی ضروریات دین وہ ہیں جن کا دین میں سے ہونا اس طرح سے مشہور ہو کہ ہر عام شخص اسے بغیر نظر اور استدلال کی حاجت کے جانتا ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا یکتا ہونا، نماز کا فرض ہونا اور شراب کی حرمت وغیرہ اور جس میں اجمال کافی ہے اس میں اجمال کا لحاظ رکھا جائے گا اور جس میں تفصیل کا جاننا شرط ہے اس میں تفصیل کا لحاظ رکھا جائے گا، یہاں تک کہ

اگر اس سے نماز اور شراب کے بارے میں سوال کیا جائے اور وہ نماز کے فرض ہونے اور شراب کی حرمت کی تصدیق نہ کرے تو وہ کافر ہو جائے گا اور یہ مشہور ہے یہی جمہور کا موقف بھی ہے۔"

2) ملا علی قاری رقمطراز ہیں :

ثم المراد من المعلوم ضرورة كونه من الدين بحيث يعلمه العامة من غير افتقار الى النظر والاستدلال كوحدة الصانع وو جوب الصلاة حرمه الخمر و نحو ها و انما قيد بها لان منكر الاجتهاديات لا يكفر اجماعا و اُمامن يؤول النصوص الواردة فى حشرالاجساد و حدويث العالم و علم البارى بالجزئيات فانه يكفر لماعلم قطعا من الدين انها على ظواهرها۔[26]

"ضروری طور پر معلوم ہونے کا مطلب اس کا دین میں سے اس طور پر ہونا ہے کہ اسے ہر خاص و عام بغیر نظر و استدلال کی حاجت کے جانتا ہو جیسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، نماز کی فرضیت، خمر کی حرمت وغیرہ۔ اور اس باب میں اس کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ اجتہادی مسائل کا منکر اجمالی طور پر کافر نہیں ہوتا۔ اور جہاں تک اس کا تعلق ہے جسکے بارے میں نصوص وارد ہوئی ہوں جیسے اجساد کا دوبارہ زندہ ہونا، عالم کا فنا ہونا اور اللہ تعالیٰ کا جزئیات سے متعلق علم کی تاویل کرتا ہو تو وہ کافر ہو جائیگا کیونکہ دین میں سے قطعی طور پر یہ معلوم ہے کہ یہ تمام اپنے ظواہر پر ہی ہیں۔"

3) عبد العزیز پر ہارویر قمطراز ہیں :

قيل اراد بالضرورة ما يقابل الاستدلال فالضرورى كالمسموع من فم رسول الله ﷺ او المنقول عنه بالتواتر كالقرآن و الصلوات الخمس و صوم رمضان و حرمته الخمر والزنا۔[27]

"ضرورت سے مراد وہ ہے جو استدلال کے مقابلے میں ہو، پس علم ضروری ایسے ہی ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کے منہ مبارک سے سنا ہو یا آپ ﷺ سے تواتر کے ساتھ منقول ہو جیسے قرآن کریم، پانچ نمازیں، رمضان کے روزے، شراب کی حرمت اور زنا کی حرمت"۔

ضروریات دین میں تاویل کے کفر ہونے کی بنیادی وجہ:

ضروریات دین میں تاویل کے کفر ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہاں دو چیزیں ہیں:

1. اس عقیدے کا شریعت سے ثبوت
2. اس کا اصلی مفہوم۔

اور یہ دونوں باتیں اسلام میں متواتر ہونے کی وجہ سے یقینی اور قطعی ہوتی ہیں بلکہ عوام وخواص میں مشہور ہو جانے کی وجہ سے "ضروری" بن جاتی ہیں، ان دونوں کا دین اسلام میں سے ہونا جب عوام وخواص سب میں عام ہو تو اس کی وجہ سے یہ ضروریات دین میں شمار کی جاتی ہیں جس کی تاویل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا جو مفہوم مسلمان طبقہ میں متوارث آج دن تک چلا آرہا ہے، یہ سب غلط ہے تو چونکہ اس میں اس مفہوم کا بھی بوجہ تاویل انکار ہوا جو کہ ضروریات دین میں سے تھا، اس لئے یہ باعث کفر ہوگا۔

انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

ان التصرف فی ضروریات الدین، و التاَویل فیها، و تحو یلها الی غیر ماکانت علیه ، و اخراجها عن صورة ما تواترت علیه کفر ، فان ما تواتر لفظاً او معنی، وکان مکشوف المراد، فقد تواتر مراده ، فتاَویله رد للشریعه القطعیة ، وهو کفر بواح، وان لم یکذب الشرع، وانه لیس فیه الا الاستتابة۔[28]

''ضروریات دین میں تصرف کرنا، تاویل کرنا، اس کو اپنے معہود معنی سے پھیرنا اور اپنے متواتر شکل سے نکالنا کفر ہے کیونکہ جو نص لفظاو معنا متواتر ہو اور اس کا معنی واضح ہو تو گویا کہ اس کا معنی مراد بھی متواتر ہے۔ لہذا اس میں تاویل کرنا قطعی شریعت کورد کرنا ہے جو کہ واضح کفر ہے۔''

بیاضی لکھتے ہیں:

''جمہور اہل سنت نے ان مبتدع لوگوں کی تکفیر نہیں کی جو اہل قبلہ میں سے ہیں اور ضروریات دین کے علاوہ باقی مسائل میں تاویل کرتے ہیں، (یہ قید اس لئے لگائی کہ) ضروریات دین میں تاویل کرنا دیگر اصول میں تاویل کرنے کی طرح نہیں ہے کیونکہ بعض نصوص کے بارے میں یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ظاہر پر محمول ہیں، تو ایسی نصوص میں تاویل کرنا درحقیقت نبی کریم ﷺ کی تکذیب کرنا ہے''۔[29]

اس ساری تفصیل کے بعد ضروریات دین میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں رہ پاتی بلکہ نصوص میں جس طرح حکم وارد ہوا اسی طرح اس پر ایمان واعتقاد رکھنا ضروری ے، اس کے معنی ومفہوم میں اپنی طرف سے تاویلات کرنا جائز نہیں۔

مؤوِّل کے بارے میں جمہور امت کا موقف:

ابو البقاء کفوی الحنفی جمہور امت کا موقف نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ: ''اہل سنت کا مختار مذہب یہ ہے کہ اہل سنت میں سے جو اہل بدعت ضروریات دین کے علاوہ دیگر مسائل میں تاویل کرتے ہیں، وہ ان کو کافر نہیں کہتے کیونکہ تاویل ایک شبہ ہے (جیسا کہ سلف نے اس کی صراحت کی ہے)۔''[30]

" صحیح تاویل " تکذیب نہیں بلکہ تصدیق کی شاخ ہے:

امام غزالی نے اس موضوع پر پورا ایک رسالہ لکھا ہے کہ نصوص میں صحیح تاویل تکذیب سے قطعاً مختلف چیز ہے بلکہ تاویل تصدیق ہی کی فرع ہے، لہذا اگر کوئی شخص تاویل کرے تو تاویل کی وجہ سے اسے کافر یا منکر قرار نہیں دیا جاسکتا۔

چنانچہ غزالی لکھتے ہیں کہ "ایمان" تصدیق کا نام ہے اور تصدیق کے پانچ مختلف مراتب ودرجات ہیں، پھر ان تمام مراتب کی تفصیل بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

اعلم ان من نزل قولا من اقوال الشرع على درجة من هذه الدرجات فهو من المصدقين، وانما التكذيب ان ينفى جميع هذه المعانى و يزعم ان ماقاله لا معنى له و انما هو كذب محض۔۔۔ ولا يلزم الكفرللمؤولين ماداموا يلازمون قانون التاويل۔[31]

''جان لیں کہ جس نے شریعت کی بات کو ان پانچوں درجات میں کسی بھی درجہ میں برقرار رکھ کر قبول کیا تو اس نے تصدیق کی (مسلمان کہلائے گا) تکذیب (کفر) تو یہ ہے کہ ان تمام درجات کا انکار کرے اور یہ خیال کرے کہ (معاذ اللہ) شریعت کے ان نصوص کا کوئی معنی نہیں بلکہ صاف جھوٹ ہے، تاویل کرنے والے جب تک تاویل کے ضابطہ میں رہیں تو کفر لازم نہیں آئے گا (تکفیر نہیں کی جائے گی)۔''

خلاصہ: فقہاء کرام کی ان تصریحات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ "ضروریات دین" سے مراد دین کی نظر میں وہ عقائد ہیں کہ جنکا علم کسی بھی مسلمان کو بغیر کسی فکر اور استدلال کے حاصل ہوتا ہے۔ اس علم کے لیے اس شخص میں اجتہاد کی صلاحیت ہونا یا کوئی باقاعدہ عالم ہونا ہرگز ضروری نہیں۔ جیسے توحید کا علم اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان لانا اسی طرح آخرت کی جزاء وسزا وغیرہ۔ ان سب امور کا دین کی تعلیمات میں سے ہونا ہر مسلمان کو معلوم ہوتا ہے۔ ان عقائد میں اگر کوئی شخص مسلمانوں کے متفقہ عقیدے کے خلاف اپنی خود ساختہ تاویل پیش کرتا ہے تو وہ بھی کافر شمار ہوگا۔

نتائج:

1. اس ساری تفصیل سے بخوبی یہ معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کی تکفیر میں ہر گز جلد بازی نہیں کرنی چاہئے.
2. جو شخص قطعیات اور ضروریات دین میں بغیر کسی دلیل کے تاویل کرے تو پھر اس کی تاویل معتبر نہیں ہوگی.
3. بلا ضرورت نصوص میں تاویل کرنا اہل سنت کا طریقہ نہیں.
4. تاویل جیسے صحیح بلکہ بسا اوقات ناگزیر ہوتی ہے تو بعینہ اسی طرح اگر تاویل کی شرائط پوری نہ ہوں تو پھر وہ تاویل فاسد ہوتی ہے جو کہ انکار دین کو مستلزم ہو سکتی ہے جس سے اجتناب ضروری ہے.
5. ضروریات دین میں تاویل کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

حوالہ جات و حواشی (Refences)

1: السُّيوطي، جلال الدين، الإتقان في علوم القرآن، النوع الثامن والسبعون: النوع السابع والسبعون: في معرفة تفسيره وتأويله وبيان شرفه والحاجة إليه، ج: 4، ص: 192، الناشر: الهيئة المصرية العامة للكتاب، الطبعة: 1394هـ/ 1974 م.

Al soouote, Jalal-ud-Din, Alataqan Fe Aloom-ul-Quran: AlnoowAlsabiWalsaboon: Fe Marfehtafserhiwatawailhiwa Bayan SharfhiWalhajatuilehe:J 4, S:192, Al nashir: AlheateAlmisrete Al aamateLilkitaab, altabaeh:1394h/ 1974 m.

2: ابن فارس، أحمد بن فارس بن زكريا ، معجم مقاييس اللغة، ج: 1، ص: 162، الناشر: دار الفكر، عام النشر: 1399هـ - 1979م. و ایضاً في التفسير والمفسرون ، معنى التفسير والتأويل، ج: 1، ص: 14۔

IbnFaris, Ahmed bin Faris bin Zakria, MoajamMqayeyesAlulghe,J: 1, S: 162, Alnashir: Dar al fikar, Aamalnashar: 1399he- 1979 mem. WaIzafialTafseer o Almufsaroon, Mani Altafseerwa Al taweel,J:1, S::14-

3: الذهبی، شمس الدين محمدبن احمد، التفسير والمفسرون ، معنى التفسير والتأويل، ج: 1، ص: 15۔

Al zahbi, Shams ul Din Muhammad bin Ahmed, Altaseerwa al mafsaroon, , manialtafseer waltaweel,J:1,S:15-

4: الواحدي، أبو الحسن علي بن أحمد، التَّفْسِيرُ البَسِيْط، 1 / 167 ،الناشر: عمادة البحث العلمي - جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية.الطبعة: الأولى، 1430 هـ

Alwahdi, abuAlhassan Ali bin Ahmed, Altafseero al Baseet 1/167 , Alnashir: AmadahAlbhs illume- JamatAlimam Muhammad bin Saud al islamiataltabah: ilaoli,1430 he

5: آل عمران، 3 : 7۔　AL Imran,3:7-

6: الذهبى، التفسير والمفسرون، معنى التفسير والتأويل، ج: 1، ص: 15۔

Al zahbi, Altaseerwa al mafsaroon, , manialtafseer waltaweel,J:1,S:15-

7: ابن تيمِيَّة، أحمد بن عبد الحليم الحراني، الإكليل في المتشابه والتأويل، ج: 1، ص: 27، الناشر: دار الإيمان للطبع والنشر والتوزيع، الإسكندرية – مصر۔

Ibntemeyah, Ahmed bin Abdul HaleemAlharani, IlakaleelfeAlmatshabihWaltaweel,J: 1, S:27, Alnashir: Daralaemanlltba Walnashar Waltozih, Alsikandriah- Misar-

8: الذهبى، التفسير والمفسرون ، معنى التفسير والتأويل، ج: 1، ص: 15

Al zahbi, Altaseerwa al mafsaroon, , manialtafseer waltaweel,J:1,S:15-

9: الكشميري،انور شاه، إكفار الملحدين في ضروريات الدِّين، ص: 44، الناشر: المجلس العلمي – باكستان، الطبعة: الثالثة - 1424 هـ - 2004 م۔

Alkashmiri, Anwar Shah Ikfarulmulhaden Fe ZaroriyatAldeen S:44, Alnashir: AlmajlisAlalme-Bakistan,Altabiah : Alsalasaeh 1424 he- 2004 M

10: الثعالبي، ابو منصور عبد الملك بن محمد ، الجواهر الحسان في تفسير القرآن، التأويل عند السلف له معنيان، ج: 1، ص: 44۔

Alsaalbi, abuMansoor Abdul Malik bin Muhammad, Al Jawahir al Hssaan Fe TafseerAlquran, AltawelindaalsalfLahu Manian,J:1, S: 44-

11: الذهبى، التفسير والمفسرون ، معنى التفسير والتأويل، ج: 1، ص: 15۔

Al zahbi, Altaseerwa al mafsaroon, , manialtafseer waltaweel,J:1,S:15-

12: القِنَّوجي ، محمد صديق خان ، الروضة الندية شرح الدرر البهية ، الزنديق، ج: 3، ص: 340، الناشر: دَارُ ابن القيِّم للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية، دَار ابن عفَّان للنشر والتوزيع، القاهرة - جمهورية مصر العربية، الطبعة: الأولى، 1423 هـ - 2003 م۔

Al qanawji, Muhammad sadeeq Khan, Al raozatunnadiasharha Al durar al bahiyah, al zindeeq,J: 3, S: 340,Al naashir: daruibnUlQayimlilnashar,waltawaze, al riyaz-al mumlikata al arabia al saudia,dariuibnafaanlilnasharwaltawaze, al qahirah- jamhuriahmisar al Arabia, al tabia’a,aloula 1423he-2003M.

13: سید سابق ، فقه السنة، هل يقتل الساحر، ج: 2، ص: 462، الناشر: دار الكتاب العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الثالثة، 1397 هـ - 1977 م۔

Syed Sabiq, FaqahAlsanat, Hal Yaqtal Alsahir,J:2 S:462, Alnashir: DaralKitaab al Arbi, bearut- labnan, Altabat: Alsalasah, 1397 he – 1877 M.

[14]ابن قدامه، أبو محمد عبد الله بن أحمد بن قُدَامة ، المغنى ،كتاب المرتد ، فصل اعتقد حل شئ أجمع على تحريمه (ج 9 ص 12)

IbnKadamah Abu Muhammad Abdullah Bin Ahmed bin kudamah, Almagnie, Kitabalmartaad, FasalAataqadhalshaiAjma Ali Tehrma (J 9 S 12)

15 خوارج خارج کی جمع ہے جو خروج سے مشتق ہے ،کیونکہ ان کا یہ نام ان کے خروج کی وجہ سے پڑا ہے ، چاہے دین سے نکل جانے کی وجہ سے یا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کی وجہ سے خواہ مسلمانوں کے خلاف خروج کی وجہ سے (دیکھئے: تہذیب اللغۃ: ج7ص50،تاج العروس:ج2ص30،اور فرق معاصرہ:ج1ص66)

Khuraajkharijkijamahyjokhurooj se mushtaqhy, kyun k un kayhnaam un k khuroojkiwajah se parhahy, chahydeen se nikalJanaykiwaajah se ya ALI (RA) k khilaafkhuroojkiwjhsekhuwamusalmano k khilafkhuroojkiwajahse (dekhiyetehzeeb al lagha'ah:jeem7 S 50, Taajul uroos:jeem2 S 30 AurFarq muasirah:JEEM1 S 66)

[16] سوره قصصِ آیت 88 Surah QasasAyat 88

[17]سوره النور 35 Surah Alnoor 35

[18]التفتازنی، سعد الدين، شرح العقائد النسفية الناشر: مكتبه رحمانيه لاہور (ص 96)

Altaftazani, SaadUddeen, SharhulqaidAlnasfiyaAlnashir: MaktabaRehmania Lahore(S 96)

[19]سوره النور 35 Surah Alnoor 35

[20]البرهاري ، عبد العزيز، النبراس شرح العقائد (ص 337) ناشر: مكتبة حبيبيه كوئٹه۔

Albirhari, Abdul Azeez, AlnabrasShaarkhAlaqaid(S 337) Nashir: MaktabahHabibiya Quetta.

[21]الآمدی، على بن ابى على بن محمد ، الإِ حكام فى اصول الاحكام للآمدى ، الصنف التاسع فى الظاهر و تأويله، مقدمة فى تحقيق معنى الظاهر و التأويل ،(ج 3 ص54.)

Alaamadi, Ali bin Abi Ali bin Muhammad, ilaKhkamfeAsoolilaKhkamilamadi, AlsanafAltasaa Fe

AlzahirwaTawelaMuqadmat Fe Tehqeeq Mani AlzahirwalTaweel,(jeem 3 S 54)

[22]الآمدی، الإِ حکام فی اصول الاحکام للآمدی ، الصنف التاسع فی الظاهر و تأَویله، مقدمة فی تحقیق معنی الظاهر و التأَویل ،(ج 3 ص54.)۔

Alaamadi, IlaKhkam Fe AsoolilaKhkamilamadi, AlsinafAltasih Fe Zahir o Tawila, Muqadmat Fe Tehqeeq Mani Alzahir o Altaweel,(jeem3 S54.)

[23]حواله بالا . Ibid

[24]کشمیری،اکفار الملحدین فی ضروریات الدین (ص :90.)

Kashmiri, Ikfarulmulhdeen Fe Zaroriyat al Deen(S:90).

25شرح المقاصد في علم الكلام، (ج 2/ ص247) الناشر: دار المعارف النعمانية، سنة النشر:1420ھ-1999ء۔

SharahAlmqasid Fe ilm al Kalam, (J 2/ S 247)AlNashir: Dar ulMarifAlnumaniyasanatunnashar 1420, H-1999 E.

26ملا علی قاری، علی بن سلطان، شرح الفقه الاکبر (ص: 86) ناشر: قدیمی کتب خانه کراچی۔

Mulla Ali Qari, Ali bin Sultan, SharahAlfiqahilakbar(S:86) Nashir: QadeemiKutabKhana Karachi

27البرهاري ، عبد العزیز، النبراس شرح العقائد ناشر: مكتبة حبیبیه کوئٹه۔ (ص 394)

Albarharie, Abdulazeez, Alnibras Sharh Alaqaiad Nashir: MaktabahHabibiya Quetta(S394)

28کشمیری، انور شاه، اِکفار الملحدین فی ضروریات الدین ، خاتمة ، (ص 128.) ناشر: مکتبه عمر فاروق، کراچی۔

Kashmiri, Anwar Shah, ikfaralmulkhdeen Fe ZaroriyatAldeen, Khatmath, (S 128.) Nashir: MaktabahUmerFarooq, Karachi-

[29]البیاضي،کمال الدین احمد۔، اشارات المرام من عبارات الامام ، ص 51.

Albayaaze, Kamal uldeen Ahmed, isharaatilmaram min Ibaraatilaamaam, S 51.

[30]مختار جمهور اهل السنة منها عدم اکفار اهل السنة من المبتدعة المؤولة فی غیر الضرروية لكون التاويل شبهة، كما فی " خزانة" الجرجانی، و "المحیط" البرهانی، و "احكام"الرزای، ورواه الكرخی و الحاكم الشهید عن الامام ابی حنیفة و الجرجانی عن الحسن بن زیادو شارح" المواقف و المقاصد" والآمدی عن الشافعی والاشعری أَبُو البَقاء، الكلیات ، حرف الكاف ، الكفر (ص : 364)۔

MukhtarJamhurihleSunaahMinha Adam ikfarihle Sunnah Min almubtada Almowalaeh Fe GairAlzaroriyat Lakoon Altaweel Shabaht Kama Fe “Khazanah” Aljarjani, wa”Almukheet” Albarhani, wa”Ahkam” Alarzai, Warwah AlkarkhiwalKhakim Alshaheed an ilamam Abi Khanifa wa Aljar Jani Analhassan bin ZayadoSharikh “AlmuwafiqwalMaqasid” wailamadi an AlshafieWalashariabuAlbaqa , Alkaliyaat, HarfAlkaaf, Alkufar(S: 364).

[31] غزالی ، محمد بن ،محمد، فیصل التفرقة بین الاسلام والزندقة ، الفصل الخامس : القول فی معنی تکذیب الشارع (ص 41-)الناشر: دار البیروتي، الطبعة الاولي، 1993ء-

Ghazali, Muhammad bin, Muhammad, Faisal Altafarqat Bainalislam Walzandaqt, Alfasalilkhamis: ilkwaol Fe maniTakzeebAlsharah(S 41.) Alnashir: DaralBerutie, Altabahalola, 1993 h-